فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: جان بوجھ کر غیر قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جان بوجھ کر غیر قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھنا کفر ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهٗ﴾(البقرة : ١٥٠)

”تم جہاں بھی ہو، (نماز کے لیے) بیت اللہ کی طرف رُخ کرو۔“

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو نماز کا طریقہ سکھایا:

اِسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ .

”قبلہ کی طرف رُخ کیجئے، پھر تکبیر (تحریمہ) کہیے۔“

(صحيح البخاري :6251، صحيح مسلم : 397)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنَ الْأُمَّةِ فِي أَنَّ امْرَءً لَوْ كَانَ بِمَكَّةَ بِحَيْثُ يَقْدِرُ عَلَى اسْتِقْبَالِ الْكَعْبَةِ فِي صَلَاتِهٖ فَصَرَفَ وَجْهَهٗ عَامِدًا عَنْهَا إِلٰى أَبْعَاضِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مِنْ خَارِجِهٖ أَوْ مِنْ دَاخِلِهٖ

فَإِنَّ صَلَاتَهُ بَاطِلٌ، وَأَنَّهُ إِنِ اسْتَجَازَ ذٰلِكَ كَافِرٌ.

''امت کے کسی فرد کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ایک شخص مکہ میں ہے اور اس کے لیے نماز میں کعبہ کی طرف رُخ کرنا ممکن ہے، لیکن وہ جان بوجھ کر کعبہ سے منہ پھیر کر مسجد حرام کی اندرونی یا بیرونی جانب رُخ کر لیتا ہے، تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر وہ اسے جائز سمجھے، تو کافر ہے۔''

(المُحلّٰی بالآثار : 257/2)

(سوال): کیا مسلمان عورت کسی کافر سے نکاح کر سکتی ہے؟

(جواب): مسلمان عورت کا کافر سے نکاح جائز نہیں، ایسا نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا۔ اس میں مسلمان خاتون کی توہین ہے۔ غلبہ اسلام کے خلاف ہے۔ اسلام غالب ہونے کے لیے آیا ہے، نہ کہ مغلوب۔ بیوی فطری طور پر شوہر کے ماتحت ہوتی ہے۔ شدید خطرہ ہے کہ وہ اسے کافرہ بنا دے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتّٰى يُؤْمِنُوا﴾ (البقرة : ٢٢١)

''(اے اولیا!) تم مشرکوں سے (اپنی مومن عورتوں کا) نکاح مت کراؤ، تا آنکہ وہ ایمان لے آئیں۔''

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ تَحْرِيمُ نِكَاحِ الْكَافِرِ لِلْمُسْلِمَةِ مُطْلَقًا وَهُوَ إِجْمَاعٌ.

''اس آیت میں دلیل ہے کہ کافر کا نکاح مسلم خاتون سے مطلقا حرام ہے، اس پر اجماع ہے۔''

(الإكليل في استنباط التّنزيل، ص51)

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾(النّساء: ١٤١)

”اللہ تعالیٰ کافروں کو مومنوں پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا۔“

اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے مومنوں پر کوئی اختیار نہیں رکھا۔ایک مسلمان عورت پر ایک کافر شوہر کا اختیار کیونکر ہوسکتا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

فِي الْيَهُودِيَّةِ وَالنَّصْرَانِيَّةِ تَكُونُ تَحْتَ النَّصْرَانِيِّ أَوِ الْيَهُودِيِّ فَتُسْلِمُ هِيَ قَالَ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا، الْإِسْلَامُ يَعْلُو وَلَا يُعْلٰى عَلَيْهِ .

”ایک یہودی عورت اور ایک عیسائی عورت، ایک عیسائی یا یہودی مرد کے نکاح میں ہیں، ان میں ایک بیوی مسلمان ہو جائے، تو ان (مسلمان بیوی اور شوہر) کے درمیان جدائی ڈالی جائے گی۔اسلام غالب ہے، مغلوب نہیں۔“

(شرح معاني الآثار للطّحاوي: 257/3، وسندہٗ صحيحٌ)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(فتح الباري: 421/9)

❀ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (٦٢٠ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِجْمَاعُ الْمُنْعَقِدُ عَلٰى تَحْرِيمِ تَزَوُّجِ الْمُسْلِمَاتِ عَلَى الْكُفَّارِ .

”اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ مسلم خواتین کا کفار سے نکاح حرام ہے۔“

(المُغني: 155/7)

(سوال): خودکشی کا کیا حکم ہے؟

(جواب): خودکشی حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔اس پر جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی ناراضی کا باعث ہے۔جب شیطان انسان پر حاوی ہو جاتا ہے،تو انسان اس کے بہکاوے میں آ کر زندگی جیسی انمول نعمت کی ناشکری کرتا ہے اور بے صبری کی وجہ سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

یاد رہے کہ زندگی ایک بار ملی ہے۔اسے ضائع ہونے سے بچایئے،جس نے اِس زندگی کو ضائع کیا،اس نے آخرت کو ضائع کر دیا۔خودکشی کا بنیادی سبب دین سے دوری ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾(البقرة : ۱۹۵)

''خود کو ہلاکت میں مت ڈالو۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ﴾(النّساء : ۲۹)

''اپنے آپ کو قتل مت کرو۔''

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ، فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدّٰى فِيهِ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ تَحَسّٰى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ، فَسُمُّهٗ فِي يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِيدَةٍ، فَحَدِيدَتُهٗ فِي يَدِهٖ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهٖ

فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا .

''جس نے خودکو پہاڑ سے گرا کر خودکشی کی، وہ جہنم میں ایک لمبے عرصے تک خود کو اُونچائی سے گراتا رہے گا۔ جس نے زہر پی کر خودکشی کی، تو (روز قیامت) زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ جہنم میں ایک لمبی مدت تک زہر پیتا رہے گا۔ جس نے کسی تیز دھار آلہ سے خودکشی کی، تو وہ تیز دھار آلہ اس کے ہاتھ میں ہو گا اور وہ مدت مدید جہنم میں اسے اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا۔''

(صحيح البخاري : 5778، صحيح مسلم : 109)

❁ سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''جس نے دنیا میں کسی چیز کے ساتھ خودکشی کی، قیامت کے دن اُسے اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔''

(صحيح البخاري : 6047، صحيح مسلم : 110)

❁ سیدنا جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهٖ جُرْحٌ، فَجَزِعَ، فَأَخَذَ سِكِّينًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهٗ، فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهٖ، حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ .

''پچھلی اُمتوں میں ایک بندہ تھا، جو شدید زخمی ہوا اور سخت گھبراہٹ کا شکار ہو گیا، اس نے چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ دیا، جس سے خون بند نہ ہوا اور فوت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس بندے نے میرے پاس آنے میں جلدی مچائی،

لہٰذا میں نے اس پر جنت کو حرام کر دیا۔‘‘

(صحيح البخاري : 3463، صحيح مسلم : 113)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلَّذِي يَخْنُقُ نَفْسَهٗ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ، وَالَّذِي يَطْعُنُهَا يَطْعُنُهَا فِي النَّارِ.

’’جس نے گلا گھونٹ کر خودکشی کی، وہ جہنم میں بھی اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جس نے نیزہ مار کر خودکشی کی، وہ دوزخ میں بھی خود کو نیزہ مارتا رہے گا۔‘‘

(صحيح البخاري : 1365)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

شَهِدْنَا خَيْبَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهٗ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ : هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ أَشَدَّ الْقِتَالِ، حَتّٰى كَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحَةُ، فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ، فَوَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحَةِ، فَأَهْوٰى بِيَدِهٖ إِلٰى كِنَانَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهَا أَسْهُمًا فَنَحَرَ بِهَا نَفْسَهٗ، فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِيثَكَ، انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ، فَقَالَ : قُمْ يَا فُلَانُ، فَأَذِّنْ أَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، إِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.

’’ہم خیبر میں تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں ایک شخص تھا، جو خود کو

مسلمان ظاہر کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے متعلق فرمایا: یہ جہنمی ہے۔ جنگ شروع ہوئی، تو اس نے بہت سخت لڑائی کی، یہاں تک کہ اسے بہت زیادہ زخم آئے۔ بعض لوگ تو (نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی میں) شک کرنے لگے تھے۔ جب وہ شخص زخموں کے درد سے نڈھال ہو گیا، تو اس نے اپنے ترکش کی طرف ہاتھ بڑھایا، اس سے ایک تیر نکالا اور خود کو ذبح کر دیا۔ مسلمانوں پر یہ بڑا گراں گزرا، عرض گزار ہوئے: اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچ ثابت کر دیا، فلاں شخص نے خود کو ذبح کر کے خودکشی کر لی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے کسی شخص سے فرمایا: اُٹھئے اور لوگوں میں اعلان کر دیجئے کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہو گا۔ اللہ تعالیٰ برے آدمی کے ذریعے بھی دین اسلام کی نصرت و تائید فرما دیتا ہے۔''

(صحيح البخاري: 4203، صحيح مسلم: 111)

حدیث کے الفاظ ''مومن ہی جنت میں جائے گا'' دلالت کرتے ہیں کہ یہ شخص منافق تھا۔ اس نے زخموں کی تاب نہ لا کر خودکشی کر لی تھی۔ اس لیے اس کا ٹھکانہ جہنم ہوا۔

فائدہ:

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِمَشَاقِصَ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ.

''نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص (کا جنازہ) لایا گیا، جس نے تیروں کے ساتھ خودکشی کر لی تھی، تو آپ ﷺ نے اس کا جنازہ نہیں پڑھایا۔''

(صحیح مسلم : 978)

❁ سنن نسائی (۱۹۶۴، وسندہ حسن) کے الفاظ ہیں:

أَمَّا أَنَا فَلَا أُصَلِّي عَلَيْهِ.

''رہی میری بات، تو میں اس کا جنازہ نہیں پڑھوں گا۔''

کبائر کے مرتکب پر نماز جنازہ پڑھا جاتا ہے، لہٰذا خودکشی کرنے والے کا نماز جنازہ پڑھا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے خودکشی کی مذمت کرتے ہوئے نماز جنازہ نہیں پڑھا، جیسے مقروض (بخاری: ۵۳۷۱، مسلم: ۱۶۱۹) اور مال غنیمت میں خیانت کرنے والے (سنن ابی داود: ۲۷۱۰، وسندہ حسن) کا نہیں پڑھا اور صحابہ سے فرمایا:

صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكُمْ.

''اپنے ساتھی پر نماز جنازہ پڑھ لیں۔''

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

فِيهِ جَوَازُ الصَّلَاةِ عَلَى الْعُصَاةِ، وَأَمَّا تَرْكُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ فَلَعَلَّهُ لِلزَّجْرِ عَنِ الْغُلُولِ كَمَا امْتَنَعَ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَدْيُونِ وَأَمَرَهُمْ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ.

''یہ حدیث دلیل ہے کہ کبائر کے مرتکب پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ رہا نبی کریم ﷺ کا اس کا جنازہ نہ پڑھنا، تو ممکن ہے کہ ایسا خیانت پر ڈانٹ دلانے کے لیے کیا ہو، جیسے نبی کریم ﷺ نے مقروض کا جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا تھا اور صحابہ کو جنازہ پڑھنے کا حکم دیا تھا۔''

(نيل الأوطار : 58/4)

۞ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْفُقَهَاءُ وَأَهْلُ السُّنَّةِ أَنَّ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ أَنَّهٗ لَا يَخْرُجُ بِذٰلِكَ عَنِ الْإِسْلَامِ، وَأَنَّهٗ يُصَلّٰى عَلَيْهِ.

''فقہائے کرام اور اہل سنت کا اجماع ہے کہ جو خودکشی کر لے، وہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، نیز اس کا نماز جنازہ پڑھا جائے۔''

(شرح صحيح البخاري: 349/3)

(سوال): ایک آدمی نے کسی عورت سے زنا کیا، اس زنا سے بچی پیدا ہوئی، کیا اس بچی کا نکاح زانی سے ہو سکتا ہے؟

(جواب): نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ شریعت میں رضاعی بیٹی سے نکاح کرنا حرام ہے۔ حالانکہ بیٹی نے بیوی کا دودھ پیا ہوتا ہے، جبکہ یہاں تو یہ بچی پیدا ہی زانی کے نطفہ سے ہوئی ہے۔ جب بیوی کے دودھ پلانے کے واسطہ سے نکاح جائز نہیں، تو براہِ راست اپنے ہی نطفہ سے پیدا ہونے والی بچی سے نکاح کیونکر جائز ہوگا۔

(سوال): کیا حالت غصہ میں طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

(جواب): حالت غصہ میں طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں، اس میں تفصیل ہے۔ جس میں غصے کی کیفیت اور آدمی کی راست گوئی کو مدنظر رکھا جائے گا۔

۞ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْغَضَبُ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ؛ أَحَدُهَا؛ مَا يُزِيلُ الْعَقْلَ، فَلَا يَشْعُرُ صَاحِبُهٗ بِمَا قَالَ، وَهٰذَا لَا يَقَعُ طَلَاقُهٗ بِلَا نِزَاعٍ، وَالثَّانِي؛ مَا يَكُونُ فِي مَبَادِيهِ بِحَيْثُ لَا يَمْنَعُ صَاحِبَهٗ مِنْ

تَصَوُّرِ مَا يَقُولُ وَقَصْدِهٖ، فَهٰذَا يَقَعُ طَلَاقُهٗ، وَالثَّالِث؛ أَنْ يَّسْتَحْكِمَ وَيَشْتَدَّ بِهٖ، فَلَا يُزِيلُ عَقْلَهٗ بِالْكُلِّيَّةِ، وَلٰكِنْ يَحُولُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ نِيَّتِهٖ بِحَيْثُ يَنْدَمُ عَلٰى مَا فَرَطَ مِنْهُ إِذَا زَالَ، فَهٰذَا مَحَلُّ نَظَرٍ، وَعَدَمُ الْوُقُوعِ فِي هٰذِهِ الْحَالَةِ قَوِيٌّ مُتَّجِهٌ.

''غصہ تین طرح کا ہے؛ ① جو عقل کو زائل کر دے کہ آدمی کو شعور ہی نہ رہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، ایسے غصے میں دی ہوئی طلاق بلا اختلاف واقع نہیں ہوتی۔ ② جو غصہ ابتدائی مراحل میں ہو کہ جو آدمی کو سوچ بچار اور ارادہ و نیت سے مانع نہ ہو، اس غصہ میں دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ ③ غصہ سخت ہو، کلی طور پر عقل کو زائل نہ کرے، مگر نیت و ارادے پر اس قدر اثر انداز ہو کہ بعد وہ آدمی کو اپنے کیے پر ندامت ہو، اس غصہ میں دی گئی طلاق کے متعلق اختلاف ہے، البتہ قوی اور درست بات یہی ہے کہ اس غصہ میں بھی طلاق واقع نہیں ہوتی۔''

(زاد المَعاد : 5/195-196)

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ﴾(البقرة : ٢٢٧)

''اگر وہ طلاق کا پختہ ارادہ کر لیں۔''

❁ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ.

''کوئی قاضی غصہ کی حالت میں فریقین کے مابین فیصلہ نہ کرے۔''

(صحيح البخاري : 7158، صحيح مسلم : 1717)

آیت مبارکہ میں طلاق کے لیے عزم کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس میں نیت اور پختہ ارادہ شامل ہے۔ اسی طرح حدیث میں نبی کریم ﷺ نے قاضی کو غصہ میں فیصلہ سے منع فرمایا ہے، اس لیے کہ غصہ میں وہ اپنے ہوش کھو بیٹھے گا اور غلط فیصلہ کر دے گا اور اس فیصلہ میں اس کی نیت اور ارادہ بھی شامل نہ ہوگا، غصے زائل ہونے پر اسے فیصلے پر ندامت ہوگی۔

اسی طرح ایسا غصہ جو آدمی کی عقل کو اس قدر متاثر کر دے کہ وہ اپنے ہوش کھو بیٹھے، اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی، کیونکہ اس میں اس کی نیت شامل نہیں ہوتی۔ البتہ ایسا معمولی غصہ، جو عقل وشعور اور نیت پر اثر انداز نہ ہو، تو اس میں دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

(سوال): گونگے کا نکاح کیسے پڑھایا جائے گا؟

(جواب): اہل علم کا اتفاق ہے کہ گونگے کا اشارہ شرعاً معتبر ہے۔ یہ نطق (بولنا) کے قائم مقام ہے، لہٰذا گونگے کا نکاح اشارے سے منعقد ہو جائے گا۔

(سوال): کیا بچے کی طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

(جواب): اگر بچے کا بلوغت سے پہلے نکاح ہو گیا اور اس نے طلاق دے دی، تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ، وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَلَمْ يُجِزْنِي ثُمَّ عَرَضَنِي يَوْمَ الْخَنْدَقِ، وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَأَجَازَنِي .

''اُحد کے دن مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا، اس وقت میری عمر چودہ سال تھی، آپ ﷺ نے مجھے (غزوہ میں شرکت کی) اجازت

نہیں دی، پھر مجھے غزوۂ خندق کے موقع پر پیش کیا گیا، اس وقت میری عمر پندرہ سال تھی، آپ ﷺ نے مجھے اجازت مرحمت فرما دی۔''

(صحيح البخاري : 2664، صحيح مسلم : 1868)

❁ اس حدیث پر امام نسائی رحمہ اللہ نے یوں تبویب کی ہے:

بَابُ مَتٰى يَقَعُ طَلَاقُ الصَّبِيِّ؟

''اس باب میں بیان ہے کہ بچے کی طلاق کب واقع ہوتی ہے؟''

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْقَلَمَ قَدْ وُضِعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتّٰى يَفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَعْقِلَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ .

''تین آدمی مرفوع القلم ہیں (۱) مجنون، جب تک سمجھدار نہ ہو جائے۔(۲) بچہ، جب تک سن شعور (بلوغت) کو نہ پہنچ جائے (۳) سویا ہوا آدمی، جب تک بیدار نہ ہو جائے۔''

(مسند عليّ بن الجَعد : ٧٤١، وسندهٗ صحيحٌ)

معلوم ہوا نابالغ بچہ شرعی احکام کا مکلّف نہیں ہوتا۔ اس میں بہتر فیصلے کی صلاحیت بھی نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہو گی۔

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ طَلَاقَ الصَّبِيِّ، وَالْمَجْنُونِ لَا يَقَعُ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ (نابالغ) بچے اور مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔''

(شرح السنّة : 220/9)

سوال: مہر فاطمی کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: مہر فاطمی پر کوئی دلیل نہیں۔ مہر کم یا زیادہ دیا جاسکتا ہے۔

سوال: خطبہ نکاح کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: نکاح میں دولہا اور دلہن کی رضا مندی، ولی کی اجازت، مہر اور ایجاب وقبول ضروری ہے۔ خطبہ نکاح ثابت نہیں، اس بارے میں سنن ابی داود (۲۱۱۸) والی روایت ابواسحاق سبیعی کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

البتہ اگر نکاح سے پہلے یا بعد وعظ ونصیحت کرنی ہے، تو خطبہ مشروع ہے۔

سوال: کیا سالی کی نواسی سے نکاح کیا جاسکتا ہے؟

جواب: بیوی کے ہوتے ہوئے سالی یا سالی سے نیچے کسی رشتہ مثلا نواسی یا پوتی سے نکاح صحیح نہیں، البتہ بیوی سے طلاق یا وفات کی صورت میں درست ہے۔

سوال: کیا باپ کے چچا کی بیٹی سے نکاح جائز ہے؟

جواب: جی ہاں۔ جائز ہے، کیونکہ حرام رشتوں میں اس کا ذکر نہیں۔

سوال: ایک شخص نے اپنی بھابھی سے زنا کیا، کیا دونوں بھائیوں کی اولاد کی آپس میں شادی ہوسکتی ہے؟

جواب: جی ہاں، ہوسکتی ہے۔

سوال: کیا رضاعی بہن بھائی کی اولاد کا آپس میں نکاح جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔ جب حقیقی بھائی بہن کی اولاد کا نکاح آپس میں جائز ہے، تو رضاعی کی اولاد کا بالاولیٰ جائز ہے۔ نیز اسے حرام رشتوں میں ذکر نہیں کیا گیا۔

سوال: ایک شخص نے اپنی بھابھی سے زنا کیا، جس سے بچی پیدا ہوئی، آیا زانی کے

بیٹے کا نکاح اس بچی سے ہوسکتا ہے؟

جواب: نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ شریعت میں رضاعی بہن سے نکاح کرنا حرام ہے۔ حالانکہ بہن نے اس لڑکے کی حقیقی ماں کا دودھ پیا ہوتا ہے، جبکہ یہاں جو بچی پیدا ہوئی ہے، وہ اس لڑکے کے زانی باپ کے نطفہ سے ہوئی ہے۔ جب ماں کے دودھ پلانے کے واسطہ سے نکاح جائز نہیں، تو براہِ راست باپ کے نطفہ سے پیدا ہونے والی بچی سے نکاح کیونکر جائز ہوگا؟

سوال: ایک آدمی نے اپنی بیٹی کا نکاح دوسرے آدمی سے کیا، تو اُس دوسرے آدمی نے اپنی بیٹی کا نکاح اُس کے ساتھ کردیا، یعنی داماد نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے سسر سے کردیا، دونوں سے اولاد ہوگئی، کیا اِن کی اولاد کا آپس میں نکاح ہوسکتا ہے؟

جواب: نہیں ہوسکتا۔ یہ ماموں بھانجی کا رشتہ ہے۔